ولیم نمبر ۱۸۲۷، ھفت انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے،

مرکز احمدیت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی آواز کے ساتھ ہر مسلمان کے گھر میں پہنچنے کا مقدس مقام

بدر

انڈیا بیرونی ممالک میں فی پرچہ ۱ قیمت فی پرچہ ۱

ایڈیٹر سید قاسم علی احمدی

جلد ۱۶ قادیان مورخہ ۱۳ جون ۱۹۲۸ء مطابق ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۱۰

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ لاہور سے روانی افروز دارالامان ہو گئے ہیں۔ حضور کی طبیعت ناساز رہی۔ جمعہ میں بھی حضور تشریف نہ لائے۔ احباب صحت کامل کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) تصحیح:۔ گذشتہ پرچے میں جو بی بی امۃ الحفیظ بیگم کے امتحان دینے کی خبر درج کیگئی تھی۔ وہ غلط تھی۔ موصوفہ امسال امتحان میں شریک نہیں ہوئیں۔ اور مولوی عبدالسلام صاحب۔ اور میاں ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ ادیب فاضل کا امتحان دینے گئے ہیں نہ کہ ادیب عالم کا۔ (۳) تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا نتیجہ امتحان انٹرنس خدا کے فضل سے ۶۲ فیصدی نکلا ہے۔ یعنے ۲۶ طلباء میں سے ۱۶ پاس ہوئے۔ اور آریہ سکول قادیان کے ۱۰ طلباء میں سے ۴ پاس ہوئے گویا ۴۰ فیصدی۔ اس نتیجہ پر ہم ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام قادیان اور ہائی سکول کے دیگر اساتذہ کو مبارک باد دیتے ہیں۔ فللہ الحمد۔

(۴) ہمارے چار مولوی فاضل جنھوں نے انگریزی میں انٹرنس کا امتحان دیا ہے۔ وہ خدا کے فضل سے سب پاس ہو گئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(۵) فاروق کے خریداران کی تعداد نہایت ہی قلیل ہے۔ اس لئے میں بار بار احباب کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ کوشش فرما کر فاروق کے لئے خریدار پیدا کریں۔ تھوڑی سی ہمت سے خریدار ہو سکتے ہیں۔ مجھے بار بار توجہ دلانے کیلئے لکھتے ہوئے شرم آجاتی ہے موجودہ خریداران صرف دو دو خریدار اگر دے دیں۔ تو فاروق خطرہ سے نکل جائے گا۔ اور آپ کو ثواب عظیم ملیگا۔ کیا فاروق کیلئے آپ کو دو خریدار نہیں مل سکتے؟

۱۹۲۸ء کے ۱۷ جون جلسہ کی تیاری اور غیر مسلم اصحاب کیلئے انعام

اگر مسلمان اپنے اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر کو وہ دنیا کی سب اشیاء سے زیادہ بیش قیمت سمجھتے ہیں۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مقام پر ۱۷ جون کو جلسہ منعقد کر کے غیر اقوام کے لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و محاسن سنائیں۔ اور آپ کی عزت و شان کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ معمولی سی قربانی کر کے دنیا پر ثابت کر دیں۔ کہ وہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر تمام باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحدانہ جدوجہد کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ و طیار ہیں۔

جو غیر مسلم اصحاب اس محسن حقیقی کے ان احسانات کو جو آپ نے بنی نوع انسان پر فرمائے ہیں۔ ظاہر کرنے کے لئے ۱۷ جون کے جلسوں میں تقریریں کرنے کی تیاری کریں گے۔ اور مضامین تحریر کر کے دفتر ترقی اسلام قادیان میں ارسال کریں گے۔ ان میں سے اوّل۔ دوم اور سوم رہنے والے مضامین پر علی الترتیب سو۔ پچاس اور پچیس روپے کے نقد انعامات حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کئے جائیں گے۔

احباب کو چاہیئے کہ اس بات سے غیر مسلم اصحاب کو جلد سے جلد آگاہ کر دیں اور انہیں مضمون لکھنے کی تحریک کریں۔ (الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا کی خبریں

اضلاع لائل پور۔ شیخوپورہ لاہور وغیرہ کے زمینداروں نے گورنمنٹ کو جو دھمکی دی تھی۔ کہ گندم کی فصل خراب ہو جانے پر اگر زر لگان و آبیانہ معاف نہ کیا گیا۔ تو باردولی کا منظر پنجاب میں پیدا کر دیا جائیگا وہ کارآمد ہوئی۔ اور گورنمنٹ نے ان اضلاع میں زر لگان و آبیانہ معاف کر دیا۔ جو تیس اور چالیس لاکھ روپیہ کے درمیان ہے۔

خواجہ حسن نظامی کی طرف سے تردید کے باوجود آخر یہ معاملہ صاف ہو گیا۔ کہ خواجہ حسن نظامی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اس الزام میں مقدمہ دائر ہے کہ وہ مستغیث احمد علی کو پستولوں اور لاٹھیوں سے دھمکاتے تھے۔ اور اس کے رہائشی مکان اور مسجد کو منہدم کرتے تھے۔

مستغیث مذکور نے اپنے مکان اور مسجد کے انہدام کے متعلق بھی زیر دفعہ ۴۴۷ تعزیرات ہند خواجہ پارٹی کے خلاف مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ چنانچہ مجسٹریٹ نے ابتدائی تحقیقات کے بعد ملزمان کے نام وارنٹ جاری کر دیے ہیں۔

مذکورہ دو مقدمات کے علاوہ خواجہ حسن نظامی اور ایڈیٹر منادی کے خلاف احمد علی کے لڑکے کی طرف سے خواجہ کی ڈائری کے الفاظ کی بنا پر ایک اور مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ جو منادی میں شائع کئے گئے تھے۔ اس مقدمہ میں عدالت نے حسن نظامی اور ایڈیٹر منادی کے خلاف سمن جاری کئے ہیں۔

ٹرکی کی مستورات نے ایک ایسی انجمن بنائی ہے۔ جس کے ہر ایک ممبر کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ کفایت شعاری سے کام لیتے ہوئے دو سال میں صرف دو جوڑے کپڑوں کے سلوائیں۔ اور ان کے پھٹ جانے پر بھی سال کے اندر اور جوڑا نہ بنوائیں۔ پھر پوشاک کے لئے جو کپڑا خریدا جائے۔ وہ غیر ملکی نہ ہو۔ بلکہ خاص ٹرکی کا بنا ہوا ہو۔

سرگودھا کے لالہ دینا ناتھ سب جج درجہ چہارم نے ان ۳۱ مقدمات کا فیصلہ صادر کرتے ہوئے جو حیثیت ٹیکس کی کونسل سے منظور شدہ جوازیت کی جانچ کے لئے دائر کئے گئے تھے۔ قرار دیا ہے کہ دیوانی عدالت کو لیجسلیٹو کونسل کی کسی کارروائی کی جوازیت کو چیلنج کرنے کا اختیار ہے۔ اور کہ حیثیت ٹیکس ایک طرح کا انکم ٹیکس ہے۔ اور اصلاحات کے ماتحت انکم ٹیکس عائد کرنے کا اختیار صرف اسمبلی کو حاصل ہے۔ اس لئے صوبجاتی کونسلوں کو اس قسم کے ٹیکس کو جائز قرار دینے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔

فیصلہ نہایت معقول اور زبردست ہے۔ امید نہیں۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ سرگودھا اس کے خلاف ہائی کورٹ میں جانے کی جرأت کرے۔ اگر جائے گی۔ تو اُسے ہائی کورٹ سے کامیابی کی چنداں امید نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس فیصلہ کے نتیجہ کے طور پر ایک ہزار سے زیادہ اشخاص جن سے ٹیکس وصول کیا جا چکا ہے۔ واپسی ٹیکس کے مقدمات صرف سرگودھا میں دائر کرنے والے ہیں۔

ہندو اخبارات ایک عرصہ سے یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ افغانستان نے اسلامی پردہ کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ حالانکہ واقعہ صرف یہ ہے۔ کہ ملکہ افغانستان نے خواہ ترکی کی تقلید میں یا یورپ کی دیکھا دیکھی پردہ ترک کر دیا ہے۔ جو محض ملکہ خانم کا ذاتی فعل ہے۔ جس کا افغانی قومیت سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں۔ کیونکہ افغانستان سے جو تاجر حال میں ہندوستان آئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ افغانی علماء میں ملکہ کے اس فعل کے خلاف غم و غصہ کا جذبہ موجود ہے۔ اور ان کو یہ بھی شکایت ہے۔ کہ ملکہ خانم کی بے پردگی کو شاہ افغانستان نے کیونکر گوارا کر لیا۔ ایسی صورت میں ہندو پریس کا یہ کہنا کہ افغانستان پردہ کی اُلجھنوں سے آزاد ہو رہا ہے۔ سراسر لغویت اور ہٹ دھرمی ہے۔ افغانستان کے علماء کا یہ خیال نہایت ہی قابل قدر ہے اور ہمیں توقع ہے۔ کہ وہ اپنے اس خیال پر ثابت قدم رہ کر افغانستان کو ترکی کے نقش قدم پر چلنے سے باز رکھنے میں انتہائی جدوجہد سے کام لیں گے۔ (تبلیغ)

——— ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ڈاکخانہ میں مہر لگانیوالے چپڑاسی نے کسی شخص کی لالچ میں مغلوب ہو کر لیٹر بکس سے چٹھیات نکالکر مہریں لگاتے وقت چٹھی نکال لی جب فرینندہ کو معلوم ہوا۔ کہ اس کی چٹھی منزل مقصود پر نہیں پہنچی۔ تب اس نے پوسٹ ماسٹر سے شکایت کی اور پوسٹ ماسٹر کے سامنے چٹھی لیٹر بکس میں مکرر ڈالی گئی۔ چپڑاسی مذکور نے بدستور سابق چٹھی نکال لی۔ پوسٹ ماسٹر نے تلاشی لی۔ چٹھی چپڑاسی کی جیب سے برآمد ہوئی۔ اس کا عدالت میں چالان کیا گیا۔ ملزم کو دو سال قید سخت اور پچاس روپے جرمانہ کی سزا دیگئی۔

اعلےٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی۔ پشاوری لنگیاں بحساب دو روپیہ چار آنہ فی گز۔ اور ہر قسم کی مشہدی کناویز۔ عورتوں کے سوٹ کے لئے فی گز عمدہ فروخت کرتے ہیں۔ نیز کلاہ پشاوری جس قیمت اور جس سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔

اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصول ڈاک کاٹ کر باقی قیمت واپس کر دیجائے گی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دی جائے گی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔

مال دوسری دوکانوں کی نسبت انشاء اللہ عمدہ اور نسبتاً ارزاں ارسال ہوگا۔

ملنے کا پتہ

میاں محمد و غلام حیدر بازار کریم پورہ شہر پشاور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ رجون ۱۹۲۸ء

ہمارا انجام کیا ہوگا

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بجز خدا کے انجام کون بتلا سکتا ہے۔ اور بجز اُس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جائے۔ اور حاسد کی تمنا ہے۔ کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں۔ اور عنقریب ہے۔ کہ ان کے بدخیالات اور بداردادے انہیں پر پڑیں اس میں شک نہیں۔ کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے۔ اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے لیکن جو صادق اور اس کی طرف سے ہیں۔ وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے اور سچائی کی روح انکے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمایشوں سے کچلے جائیں۔ اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں۔ اور چاروں طرفوں سے ان پر لعن وطعن کی بارشیں ہوں۔ اور انکے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اُس بیج کی برکت سے جو انکو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ تباہ ہو جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ ہر یک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے۔ کہ اوّل صدمات کا تختۂ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو دیکھو۔ جب کسان کئی مہینہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے۔ اور ہل چلانے سے اُس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین پر جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی۔ سرمہ کی طرح پس جاتی ہے۔ اور ہوا اس کو اِدھر اُدھر اُڑاتی ہے۔ اور پریشان کرتی رہتی ہے۔ اور وہ بہت خستہ شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک انجان سمجھتا ہے۔ کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا۔ اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی۔ لیکن اس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اس زمین کا اعلیٰ جوہر بجز اس درجہ کے کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کسان اس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے۔ اور وہ دانے خاک میں ملکر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتی ہیں۔ اور ان کا وہ رنگ روپ سب جاتا رہتا ہے۔ لیکن وہ دانا کسان اسلئے انکو مٹی میں نہیں پھینکتا۔ کہ وہ اس کی نظر میں ذلیل ہیں۔ نہیں بلکہ دانے اس کی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے ان کو مٹی میں پھینکتا ہے۔ کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر نکلے۔ اور وہ بڑھیں۔ اور پھولیں۔ اور ان میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔ پس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے۔ اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں۔ اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں۔ اور ہر یک طرح سے انکی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل میں ہو کر نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں۔ جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے۔ کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اسلئے نہیں۔ کہ جلائے جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور لعنت کی جاتی ہے۔ اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دُکھ دیئے جاتے۔ اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔ اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ کہ وہ سچے ہیں۔ بلکہ جو شخص ان کو دُکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے۔ وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے۔ کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو۔ تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے۔ کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا۔ اور فرماتا ہے۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرت الٰہی اُس غریب کے لئے جوش مارتی ہے۔ اور ایک ہی تجلی میں اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے۔ اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا۔ کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا۔ اور لعنتیں کرینگے۔ اور بہت ستائیں گے۔ لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل حال ہوگی۔ اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کریگا۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انہی پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے۔ اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا۔ کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ تب میں نے اس کو کہا کہ تم کہاں سے آئے۔ تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا۔ اور کہا کہ جئت من حضرۃ الموتیٰ۔ یعنے میں اس کی طرف سے آیا ہوں۔ جو اکیلا ہے۔ تب میں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا۔ اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ مگر کیا تم بھی پھر گئے۔ تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہو گیا لیکن یہ سب امور درمیانی ہیں۔ اور جو خاتمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امر پر مقدر ہو چکا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزار ہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا۔ کہ میں آخر کار تجھے فتح دونگا۔ اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا۔ اور تجھے غلبہ ہوگا۔ اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی۔ اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔ اور یاد رہے۔ کہ یہ الہامات اس واسطے نہیں لکھے گئے۔ کہ ابھی کوئی انکو قبول کرلے۔ بلکہ اسواسطے کہ ہر یک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئیگا۔ اس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔ (انوار الاسلام)

(والسلام علی من اتبع الھدیٰ)

احمدی مشن

ایمان

(از مکرمی میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

لوگوں کے ایمان تین قسم کے ہوتے ہیں نہ بحیثیت خود ایمان کے بلکہ بحیثیت ایماندار کے۔ یا بحیثیت اس کے پیدا ہونے کے طریق کے۔

(۱) فطرتی ایمان۔

(۲) دین العجائز۔

(۳) ایمان علیٰ وجہ البصیرۃ۔

یہ پچھلے دونو در اصل ابتداء

فطرتی ایمان

میں فطرتی ایمان سے ہی نکلے ہیں۔ فطرتی ایمان وہ ہے۔ کہ ایک قسم کا یقین دلائل اور غور و فکر سے پیدا ہو جائے۔ یا معتبر انسانوں سے سنکر ایک بات پر یقین پیدا ہو جائے۔ پھر اس ایمان کے آگے ترقی کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

دین العجائز

ایک تو یہ کہ وہی باتیں ہمیشہ سنتا رہے۔ اس کے برخلاف کچھ نہ سنے۔ اور مرور زمانہ سے وہ یقین آخر کار نہایت راسخ ہو جائے یہاں تک کہ عمر پختہ ہونے اور بڈھا ہونے پر وہ عقائد انسان کے یقینیات کا جزو بن جاویں۔ اور وہ پھر انسے خود بخود اعراض نہ کر سکے۔ اور کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ بلکہ یقین یہاں تک پختہ ہو جائے۔ کہ اگر جان دینی پڑے تو دیدے مگر ایمان ہاتھ سے نہ چھوڑے یہ دین العجائز ہے۔ یعنی بڑھیوں کا ایمان۔ جو پہلے فطرتی یا سماعی ایمان تھا۔ پھر مرور زمانہ کے سبب سے نہ کسی اور قوی سبب سے سالہا سال میں ایسا پختہ ہو گیا جس طرح ایک بڑے درخت کی جڑیں ۵۰ سال میں اپنی نہایت مضبوط گرفت زمین میں کر لیتی ہیں۔

ایمان علیٰ وجہ البصیرۃ

دوسری صورت فطرتی ایمان کے آگے بڑھنے کی یہ ہے۔ کہ انسان کو انبیاء اور اولیاء کی صحبت میسر آجائے۔ اور پھر وہ ترقی کرتا کرتا اور نشانات دیکھتا دیکھتا خود اولیاء اللہ میں داخل ہو جائے۔ اور وہ باتیں جو پہلے سماعی اور سنی سنائی تھیں اب اپنے پر وارد ہوں۔ مثلاً پہلے سنا تھا یا عقلی دلائل سے تسلیم کیا تھا۔ کہ خدا ہے یا ہونا چاہیئے۔ پھر اس خدا سے خود باتیں کرلے یا اس کی تائیدات کو تجربہ کرلے۔ اسی طرح ملائک سے ملاقات کرے۔ اور وہ وہ انعامات جو مومنین کے لئے لکھے ہوئے ہیں۔ اپنی ذات پر وارد ہوتے ہوئے دیکھ لے۔ بلکہ ان کی لذت اسی دنیا میں چکھ لے۔ تو اب یہ ایمان کسی دلیل یا سماع کا محتاج نہ رہا۔ بلکہ عالی یا علیٰ وجہ البصیرۃ ہو گیا۔ اور اس لئے ایسا پختہ چشم دید اور راسخ ہو گیا۔ کہ اب وہ گویا جزو انسان ہو گیا۔ اور اگر اس کے لئے جان دینے کی نوبت آئے۔ تو انسان جان دیدے گا۔ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیگا۔

فطرتی ایمان کو لعنتی کہا گیا ہے

ہم فطرتی ایمان کو لعنتی اس لئے کہتے ہیں۔ کہ باوجود اس کے موجود ہونے کے یقین کامل اور استقلال نہیں ہوتا۔ اور باوجود اس کے کہ مذہب اس صاحب ایمان کا حق ہو۔ مگر وہ نہ تو اس کے شکوک و شبہات کا ازالہ کر سکتا ہے۔ نہ اس قابل ہوتا ہے۔ کہ انسان کو ناجی بنا سکے۔ پس ایسا ایمان کس کام کا؟ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ نہ تو دین العجائز نہ ایمان علیٰ وجہ البصیرۃ حاصل ہو سکتا ہے۔ سوائے اس فطرتی ایمان کے مرحلہ میں سے گذرنے کے۔ اس لئے اس کا وجود ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بیج ہے۔ بغیر اس کے درخت ایمان کا تیار نہیں ہو سکتا۔ مگر صرف بیج کوئی فائدہ نہیں دے سکتا جب تک درخت نہ بن جائے۔ کیونکہ نہ آرام ہے نہ سایہ نہ میوہ نہ کوئی فائدہ۔ ایک رنگ میں بالکل بیکار ہے۔ مگر دوسرے رنگ میں ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے دوسری قسم کے ایمان حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور لعنتی اس لئے کہ صرف اگر یہی درجہ ہے۔ ترقی نہ کرے۔ تو ہلاکت ہے۔ کیونکہ یقین راسخ کا درجہ کبھی حاصل نہیں ہوتا۔

مرکزی نقطہ پر تو متفق ہو جاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے یکم جون کے خطبہ میں فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے کہ تمام مسلمان اس پر متفق ہو سکتے ہیں۔ ہم خواہ کسی کے ایمان پر کتنے ہی اعتراض کریں مگر جب تک وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتا ہے اسے ہم نہ ماننے والوں پر ترجیح دینگے۔ یہی امید ہم دوسروں سے رکھتے ہیں کہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور الفت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں دوسروں پر ترجیح دیں اور سارے کے سارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قیام کیلئے متفق ہو جائیں۔ اس سے مسلمانوں کو بہت سے فوائد حاصل ہونگے۔ دینی بھی اور دنیوی بھی۔ تو بہت سی جماعتیں ایسی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک پوری طور پر توجہ نہیں کی۔ انکو میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سستی اور غفلت چھوڑ دیں۔ اور پوری پوری کوشش اور سعی کریں۔ توکل اسی کا نام ہے کہ اپنی طرف سے پوری کوشش کی جائے اور نتیجہ کو خدا تعالیٰ پر چھوڑا جائے اور اس کا ثبوت دعا ہے جب انسان اپنی طرف سے پوری کوشش کرنے کے باوجود خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ باوجود تدابیر کے خدا ہی کامیاب کر سکتا ہے پس ہماری جماعت کے لوگوں کو ایک طرف تو تمام ظاہری تدابیر سے کام لینا چاہیئے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کامیابی عطا فرمائے جو روکیں ہوں انکو دور کرے اور اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فطرتی ایمان اور دین العجائز میں فرق

فطرتی ایمان	دین العجائز
(۱) اصل ہے۔ جیسے بیج یا چند روزہ پودا جو آسانی سے اُکھیڑا جا سکتا ہے۔	(۱) اسی اصل کا ایک پورا درخت ہے جسکی جڑیں بہت مضبوط ہیں جس کا اُکھیڑنا مشکل ہے۔
(۲) اس کے ساتھ شکوک اور وساوس کا ایک لشکر ہوتا ہے۔ اور ایسا شخص عموماً بیوقوف محقق ہوتا ہے۔	(۲) اس کے ساتھ شبہات نہیں ہوتے۔ بلکہ یقین ہوتا ہے۔ ایسا شخص جاہد متقلد ہوتا ہے۔
(۳) مرور زمانہ اس کے ساتھ شرط نہیں۔ اگر عمر بچہ ہی ہو جائے تو بھی بہ سبب بار بار کے شبہات کے وہ بیج درخت نہیں بن سکتا۔ بلکہ اسی حالت میں بیٹھا رہتا ہے۔ اور مرور زمانہ کے باوجود بھی ہنوز روز اوّل کا مصداق رہتا ہے۔	(۳) مرور زمانہ اس کے مستحکم ہونے کا بڑا سبب ہے۔ اس لئے ایسا صاحب ایمان زیادہ عمر کا ہوتا ہے۔
(۴) مذہب کے مخالف عقلی اور تحقیقی اعتراض سنتے رہنا۔ اس کو بڑھنے نہیں دیتا۔	(۴) یہ ضرور ہے۔ کہ اپنے مذہب کے مخالف عقلی اور تحقیقی اعتراض کبھی نہ سُنے ہوں۔ نہ اُنپر غور کیا ہو۔
(۵) اپنے مذہب کی خوبیاں کثرت سے اور ہمیشہ سنتے رہنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔	(۵) ضرور ہے کہ ہمیشہ اپنے ہی مذہب کی خوبیاں اور فضائل عمر بھر سننے میں آتے رہے ہوں۔
(۶) چونکہ پختہ نہیں ہوتا۔ اسلئے اس میں وہ مضبوطی نہیں ہوتی کہ انسان اس کی خاطر جان و مال عزت قربان کر سکے۔	(۶) ایسا پختہ ہو جاتا ہے۔ کہ مذہب کے لئے جان دینے میں دریغ نہیں ہوتا۔
(۷) تعصب نہیں ہوتا۔ یا بہت کم۔ بلکہ مذہب کی طرف سے عموماً لاپرواہی ہوتی ہے۔	(۷) اس کے ساتھ اکثر تعصب بہت ہوتا ہے۔
(۸) لعنتی چیز ہے۔ کیونکہ ایسا شخص خواہ دین باطل پر ہو۔ یا دین حق پر ہمیشہ مذبذب رہتا ہے۔	(۸) ایسا شخص اگر باطل دین پر نہ ہو بلکہ دین حق پر ہو تو وہ نجات کا مستحق ہے کیونکہ حق کو اس نے یقین کے ساتھ مانا دراصل یہی اسکی ایک فضیلت ہے اسلئے یہ ایمان رحمت ہے لعنت نہیں
(۹) ایسے لوگ نیک نہیں ہوتے۔ مذہباً ذلیل حالت میں ہوتے ہیں۔	(۹) ایسے لوگ رسمی نیکیوں میں بہت قدم مارتے ہیں۔

دین العجائز اور ایمان بالبصیرۃ میں فرق

فرق سے پہلے مشابہت سُن لو:۔ (۱) اوّل یہ کہ دونوں نہایت پختہ ہوتے ہیں مثل عظیم الشان درخت کے (۲) دوسرے یہ دونوں کے صاحب ایمان اس ایمان کی خاطر جان و مال قربان کر سکتے ہیں۔ اب فرق سُنیئے

دین العجائز	ایمان علےٰ وجہ البصیرۃ
(۱) تلوار اور موت کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مگر سچے اور مضبوط دلائل کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے بڑھوں کے عام طور پر یا تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ ایمان نہیں پایا جاتا کیونکہ اعتراضوں اور دلائل کی بوچھاڑ نے اس درخت کو پنپنے ہی نہیں دیا۔	(۱) نہ صرف موت کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور نہیں ڈرتا۔ بلکہ بہ سبب بصیرت اور عالی ہونے کے دلائل قاہرہ سے مغلوب نہیں کر سکتے۔ بلکہ اُلٹا یہ اپنے دلائل اور نشانات سے ان دلائل کو توڑ دیتا ہے۔ اور کامیاب نکلتا ہے۔
(۲) دین العجائز والے ہر مذہب میں ہوتے ہیں۔ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، مسلمان۔	(۲) یہ ایمان صرف مذہب حق والوں میں پایا جاتا ہے۔ جو اسلام اور احمدی اسلام ہے۔
(۳) مرور زمانہ اس کے پختے اور تکمیل کو چاہتا ہے۔ اور ضروری اور لابدی ہے۔	(۳) مرور زمانہ ضروری اور لابدی نہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوا ہے۔ کہ ابھی ایک شخص کفار کا مسلمانوں سے جنگ کر رہا تھا۔ ابھی مسلمان ہو کر اسلام کے لئے قربان ہو گیا۔ وہ معرفت جو دین العجائز کو ۵۰ سال میں ملی تھی۔ وہ بصیرۃ والے کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پردہ اُٹھتے ہی گھنٹوں دنوں اور مہینوں میں حاصل ہوگئی۔ گویا یہ ایک معجزہ ہے کیونکہ ۵۰ سالہ درخت تو قدرتی طور پر مضبوط ہوگا ہی مگر یہ کمال ہے۔ کہ ایک درخت ایک ہفتہ ہوا کہ پھوٹا اور چند روز میں وہ ویسا مضبوط ہوگیا۔ کہ ۵۰ سالہ درخت کا اُکھیڑنا تو آسان ہو۔ مگر اس نئے درخت کا اُکھیڑنا محال پس یہ عظیم الشان فرق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ مولوی عبداللطیف شہید کے بارے میں فرماتے ہیں ؎ بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم ٭ ایں بپایاں کرد طے در یک قدم،

اصلہا ثابت و فرعہا ثابت یہی ایمان ہے۔

(۴) متعصب نہیں ہوتا۔ بلکہ بصیرۃ کی وجہ سے مذہب سے سخت محبت ہوتی ہے تمام بحث و مباحثہ شفقت سے ہوتا ہے۔ اور مخالف کی حقیقی خیر خواہی مدنظر ہوتی ہے۔

(۵) عین الیقین یا حق الیقین ہوتا ہے۔ مشاہدہ اور تجربہ سے تمام مخالفین کے اعتراضات کے باوجود مضبوط ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے تمام دلائل کا اس کے پاس جواب ہوتا ہے۔ اور جس قدر مخالفت ہو۔ ایمان اور بصیرۃ میں ترقی ہوتی ہے۔

(۶) نصرت الٰہی کئی رنگ میں شامل حال ہوتی ہے۔ علم۔ معرفت۔ حکمت۔ عقل رُعب نشانات۔ ہر طرح سے یا تو مخالف کو شکست دیدیتا ہے۔ یا مرعوب کر دیتا ہے

(۷) حقیقی نیک ہوتا ہے۔ مثلاً توجہ الی اللہ۔ تقویٰ۔ اعلائے کلمۃ اللہ۔ محبت اللہ اور رسول کی۔ نیز ہر نیکی کی روح کو پالیتا ہے۔ صرف جسم کو نہیں۔ اور گناہ سوز فطرت ہو جاتی ہے۔

(۸) اصلی محقق۔ باریک عقل۔ فوراً ایک بات میں سے صحیح اور غلط حصہ الگ کر لیتا ہے۔

(۹) ہمیشہ نعمت ہے۔

صرف جان کی قربانی کافی دلیل نہیں

ان تفصیلات سے معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ مذہب کی خاطر جان قربان کر دینا ہمیشہ اس کے سچے ہونے کی دلیل نہیں۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ جیسا انبیاء کی جماعتوں نے قربانیاں کیں۔ اس کے مقابل میں کفار نے بھی کچھ قربانی کر کے دکھائی۔ فرق یہ ہے۔ کہ صاحب بصیرۃ نہ صرف تلوار اور ظلم کا مقابلہ کرے۔ بلکہ تمام انسانی دلائل اور عقول کا مقابلہ بھی کرے۔ اور کامیاب رہے۔ (لیظہرہ علی الدین کلہ) اور اس مقابلہ میں نصرت الٰہی شامل حال ہو۔ اور اس ایمان پر پختگی صرف مرورِ زمانہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ قلیل عرصہ میں معجزہ نما طور پر ظاہر ہو۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں جو مذہبی قربانیاں مشہور ہیں۔ یہ سب کی سب دراصل خالص مذہبی نہیں ہیں۔ بلکہ اکثر کی تہ میں پولیٹیکل یا ذاتی سوال مخفی ہوتے ہیں۔ یا ایک قسم کا جنون ہوتا ہے۔ مثلاً آریہ سماج یا ہندوؤں میں اس قسم کے مذہبی جوش ہرگز دراصل کسی مذہبی حالت کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ مذہب کی آڑ میں مسلمانوں یا گورنمنٹ کی مخالفت مقصود ہوتی ہے۔ جس طرح ایک حدیث میں ذکر ہے۔ کہ ایک شخص بہت بڑھ بڑھ کر جہاد کر رہا تھا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ آخر مرتے وقت اس نے خود اقرار کیا۔ کہ یہ جوش اور جنگ خدا کے لئے نہ تھا۔ بلکہ مخالفوں کی پرانی عداوت کی وجہ سے تھا۔

انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کا اثر

انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ان کی تبلیغ سے اگر کوئی ان پر ایمان بھی لائے۔ تو کم از کم یہ ضرور ہو جاتا ہے۔ کہ سننے والے لوگوں کا دین العجائز یہ سبب اس راستباز کے پے در پے حملوں اور دلائل بینہ کے فطرتی ایمان کی طرف ارتداد کر جاتا ہے۔ تاکہ پھر وہاں سے یا تو وہ لوگ تحقیق عقلی اور نشانات کو دیکھ کر ایمان علے وجہ البصیرۃ کی طرف آجائیں۔ یا اگر ادھر نہ آویں۔ تو پھر فطرتی ایمان کی تہ میں جو لعنت مخفی ہے۔ وہی ان کو ہلاک کر دے۔ والسلام

یاددہانی

میں نے تین بار فاروق میں یہ اطلاع شائع کر دی تھی۔ کہ جون کا پرچہ اُن خریداران کے نام جن کا چندہ قابل وصول ہے۔ وی پی بھیجا جائیگا۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود اس اطلاع کے بعض دوست وی پی واپس کر رہے ہیں۔ اور پہلے سے اطلاع نہ دیسکے کہ وی پی نہ کیا جائے۔ اسطرح فاضل خرچ ڈاک کا نقصان فاروق کو اٹھانا پڑا ہے۔ آئندہ اسکے متعلق مفصل لکھونگا۔ کہ کتنے وی پی واپس آئے۔ اور کتنے خریدار کم ہوگئے۔ جنکو وی پی ابھی وصول نہیں ہوئے وہ ضرور وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں۔ (مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مساوات اسلامی کا ایک نظارہ

(از مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل)

اسلام میں جو مساوات پائی جاتی ہے اس کی نظیر کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ شاہ و گدا اسلام میں دو بھائی ہیں۔ اور یہ تعلیم صرف الفاظ تک ہی محدود نہیں۔ جیسے مسیحیوں کی تعلیم ہے۔ کہ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسری بھی آگے کر دو۔ مگر آج تک ایسا وجود کوئی پیدا نہیں ہوا۔ جس نے اس پر عمل بھی کیا ہو۔ بلکہ عہد اسلامی کی تمام تاریخ میں تا ایں دم ایسے واقعات ملتے ہیں۔ جنھوں نے اس تعلیم کی صداقت پر مہر کر دی ہے۔ میں اس وقت خلافت حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جس سے اسلامی مساوات کی حقیقت آشکارا ہوتی ہے۔

قیصر روم کے ماتحت شام کے علاقہ میں مختلف بادشاہ ہوئے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد تیس ہے۔ انمیں سے پہلا جفنہ ابن عمرو ابن ثعلبۃ تھا۔ اور آخری جبلۃ بن الیہم۔ یہ آخری بادشاہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانۂ خلافت میں جبکہ ۱۶ھ تھی۔ مسلمان ہوا۔ اور اسی سال حضرت عمرؓ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ جبلۃ بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوا۔

مکہ پہنچنے کے بعد جبلہ مذکور طواف کر رہا تھا۔ کہ اس کے تہ بند پر قوم فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں پڑ گیا۔ اس پر جبلہ نے اسے ایسا تھپڑ رسید کیا۔ کہ اس بیچارے کا ناک ٹوٹ گیا۔ جس کی شکایت شخص مذکور نے حضرت عمرؓ سے کی۔ آپؓ نے فوراً جبلہ کو طلب کیا۔ اور اسے کہا۔ کہ فدیہ دو۔ ورنہ میں اسے حکم دونگا۔ کہ وہ بھی تمہیں ویسا ہی تھپڑ مارے۔ اس پر جبلہ نے کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ ایک معمولی آدمی ہے۔ اور میں بادشاہ ہوں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ان الاسلام جمعکما وسوّی بین الملک والسوقۃ فی الحد کہ اسلام نے تم دونوں کو اکٹھا کیا ہے۔ اور اس نے مساوات قائم کی ہے۔ بادشاہ اور معمولی آدمی میں۔

اب ناظرین غور فرماویں۔ کہ ایک طرف ایک معمولی حیثیت کا ایک شخص ہے۔ اور دوسری طرف ایک بادشاہ اور وہ بھی نیا نیا اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک بڑا ہی اہم واقعہ ہے۔ کہ مساوات اسلامی کو مدنظر رکھتے ہوئے بادشاہ کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور ایک معمولی آدمی کی طرفداری کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس پر ظلم کیا گیا۔

یہ ہے اسلامی مساوات اور یہ ہے اس کا عملی ثبوت۔

کیا وہ مذاہب جن میں مساوات کا یہ حال ہے کہ اگر انکو کوئی چھو جائے۔ تو وہ اپنے آپ کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ مساوات اسلامی پر غور کرینگے۔ اور بجائے ایسے مذہب پر اعتراض کرنے کے یہ سوچیں گے۔ کہ واقعی ایسا مذہب ضرور الٰہی مذہب ہے۔ کیونکہ خدا نے ہی اپنی رحمت کو عام رکھا ہے۔ جیسے اس کا سورج غریبوں کے جھونپڑوں کو روشنی پہنچاتا ہے۔ ویسے ہی شاہی محلات بھی اس سے منور ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ بادشاہوں پر سورج طلوع ہو اور گدا محروم رہیں۔ بلکہ اس نے مساوات رکھی ہے۔ اسیطرح جو مذہب اس خدا کی طرف سے ہوگا۔ ضروری ہے۔ کہ اس میں بھی ایسی ہی مساوات پائی جائے۔ تا ثابت ہو کہ واقعی یہ مذہب اس ہستی کی طرف سے ہے جس نے اپنی رحمت عالمہ سے شاہ و گدا کو ایک جیسا حصہ دے رکھا ہے۔

اعلانات صیغہ ترقی اسلام (۱) ۱۷ رجون کے جلسہ کے لئے جن احباب نے مرکز سے مبلغ منگوانیکی درخواستیں بھیجی ہیں یا آئندہ بھیجیں گے انکی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مرکز سے مبلغین کا بھیجنا ہماری اپنی سہولت اور کسی مقام کے غیر معمولی حالات اور اسکی اہمیت کے لحاظ سے ہوگا۔ ہم درخواستوں پر مبلغ بھیجنے سے معذور سمجھے جائیں۔ (۲) تمام لیکچرار ان ۱۷ رجون کے جلسہ میں تاکیداً عرض کیا جاتا ہے کہ وہ اس جلسہ کو خوب شاندار اور بارونق بنائیں اور مسلم اور غیر مسلم دوستوں کے لئے توجہ اور دلچسپی کا موجب بنائیں۔ جلسہ کی رپورٹ بذریعہ پریس ٹیلیگرام یا بذریعہ چٹھی ہمارے پاس بھجوائی جائے۔ اور ملک کے تمام وقیع اخبارات میں بھی بھیجی جائے۔ احمدی دوستوں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ اس میں نہ وہ خود کوتاہی کریں اور نہ دوسرے دوستوں سے ہونے دیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

پیغامی مشن

غیر مبائعین سے یکصد مطالبات

مطالبہ نمبر ۳۸

جناب مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" صفحہ ۱۴۸ پر فرماتے ہیں۔

"کیسا پُر حکمت کلام ہے۔ قرآن کریم نے ایک طرف جب یہ دعا سکھلائی۔ اھدنا الصراط المستقیم ہم کو سیدھی راہ پر چلا تو دوسری طرف اس کی قبولیت کا ذکر کیسے پُر حکمت الفاظ میں کیا۔ کہ بے اختیار دل بول اٹھتا ہے۔ کہ یہ کلام انسان کا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے۔ تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین میں سے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا۔ کہ وہ ایسے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔"

جناب مولوی صاحب نے جو اس کی تفسیر فرمائی ہے۔ کیا کوئی غیر مبائع دوست اس معمہ کو حل کرے گا۔ کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنیوالے نبی تو نہ ہونگے۔ بلکہ انکے ساتھ ہونگے۔ صدیق بھی نہ ہونگے۔ بلکہ انکے ساتھ ہونگے۔ شہید بھی نہ ہونگے۔ بلکہ ان کے ساتھ ہونگے۔ صالح بھی نہ ہونگے۔ بلکہ ان کے ساتھ ہونگے۔ آخر اس کا مطلب کیا ہوا۔ اور اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے والے ان کے ساتھ ہو کر کریں گے کیا؟ کیسا افسوس کا مقام ہے۔ اس امت مرحومہ کو یہ درجہ بھی نصیب نہ ہوگا۔ کہ ان میں سے کوئی نبی یا صدیق یا شہید یا صالح ہو بلکہ یہ امت صرف دوسروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ منتہی کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

اور کیا تو فتنا مع الابرار کے بھی مولوی صاحب کے نزدیک یہی معنی ہیں۔ کہ جب نیک فوت ہوں۔ تو ساتھ ہی اے اللہ ہماری بھی روح قبض کر یا یہ کہ ہم بھی نیک ہو کر فوت ہوں۔

لہذا اب اگر آپ مولوی صاحب موصوف کے معنے تسلیم کرتے ہیں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اس امت میں جیسے نبی آپ کے خیال کے مطابق نہیں آسکتا۔ ویسے ہی اس خیر امت میں نہ کوئی صدیق نہ شہید۔ اور نہ صالح ہوگا۔ کیونکہ سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مع کا لفظ رکھا ہے۔ اور اگر مولوی صاحب کے معنی قرآن کریم کے منشاء کے خلاف ہیں۔ (اور یقیناً ہیں) تو بالضرور اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی آسکتے ہیں۔

مطالبہ نمبر ۳۹

ہماری طرف سے یہ ایک سوال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا۔ تو ہمیں یہ دعا کیوں سکھائی گئی۔ کہ اے اللہ ہمیں سیدھی راہ بتا۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا یعنے ہمیں بھی منعم علیہ گروہ میں داخل فرما۔ اور منعم علیہ گروہ کا ذکر خدا نے خود فرما دیا ہے۔ کہ وہ نبی صدیق شہید اور صالح ہیں۔

تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ نبوت وہبی ہے اکتسابی نہیں۔ اگر نبوۃ دعا سے حاصل ہو جائے۔ تو اکتسابی ٹھہرتی ہے۔

اس پر ہمارا یہ اعتراض ہے۔ کہ اگر دعا سے حاصل شدہ انعام آپکے نزدیک اکتسابی ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ جن کے حق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی اور وہ قبول ہوئی جس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب بھی النبوۃ فی الاسلام میں۔۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"جیسا مثلاً پہلے سپارہ کے آخر میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی دعائے ذکر میں ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم یتلوا علیہم آیٰتک و یعلمہم الکتٰب والحکمۃ و یزکیہم۔ پھر دوسرے پارہ کے شروع میں اثبات قبلہ میں اسی دعا کی قبولیت کا ذکر فرماتے ہوئے یعنے خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کرنا اس لئے ضروری ہوا۔ کہ یہ رسولؐ اس دعا کو پورا کرنے والا ہے۔ جو اس گھر کے بنانے والوں نے کی تھی"

اور اس دعا کے متعلق آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ

انا دعوۃ ابی ابراھیم کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔

پس اگر آنحضرت صلعم جیسی عظیم الشان ہستی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اور پھر باوجود دعا کے موجود ہونے کے ہم اسے اکتسابی نہیں کہتے۔ بلکہ موہبۃ الٰہی شمار کرتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے غلام درجۂ نبوۃ کو دعا سے نہ پا سکیں۔ اور کیوں نہ ہم اس کو بھی موہبۃ الٰہی شمار کریں۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض دوست کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اگر دعا سے نبوت مل سکتی ہے۔ تو فلاں فلاں بزرگ امت محمدیہ میں سے کیوں نہ نبی ہو گئے۔ سو ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ ہمارا کام نہیں۔ کہ ہم اس میں رائے زنی کریں کہ فلاں کیوں نہ ہوا۔ اور فلاں کیوں ہوا۔ ان اسرار کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے ذمہ اتنا فرض تھا۔ کہ یہ بتا دیتے۔ کہ دعا سے نبوۃ مل سکتی ہے۔ سو وہ ہم نے ثابت کر دیا۔

مطالبہ نمبر ۴۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ایسا ہی چاہیئے۔ کہ نہ تو ختم نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کریں۔ اور نہ ختم نبوۃ کے یہ معنے سمجھ لیں۔ جس سے اس امت پر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ اور یاد رہے۔ کہ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے ان معنوں سے کوئی نبی نہیں جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور متابعت نبوی سے وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ اور وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے۔ کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ مگر نبوت شریعت والی اور نبوۃ مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل ایہا الی یوم القیامۃ ومن قال انی لست من امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون الشریعۃ ولیس من الامۃ فمثلہ کمثل رجل عمد الی السیل المحضر فالقاہ وراء ہ ولم یغادر حتی مات۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ وعدہ فرمایا ہے۔ کہ آنحضرتؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس جگہ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رُو سے ان صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں۔ جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے۔ اور روحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ مبشا نہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے آنحضرت صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے۔ اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی تدارک مافات کے لئے سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنے جس کی آنحضرت صلعم کی ذات سے نفی کی گئی تھی۔ وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔ سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا۔ کہ آنحضرتؐ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوۃ منقطع ہو گئے۔ اب کمال نبوۃ صرف اسی شخص کو ملے گا۔ جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مُہر رکھتا ہو گا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپؐ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اعتراض جس کا ذکر ان شانئک ھوالابتر میں ہے دور کیا جائے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ نبوۃ گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے۔ کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوۃ حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر وہ ممتنع نہیں۔ کہ وہ نبوۃ چراغ نبوۃ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ اور اگر اس طور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ امت کی نفی کیجائے۔ تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھیرتے ہیں نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور مستعرض سچا ٹھیرتا ہے۔ جو آنحضرتؐ کا نام ابتر رکھتا ہے۔"

(ریویو بر مباحثہ مابین بٹالوی و چکڑالوی)

حضرتؑ کی مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ امت محمدیہ میں کوئی نبی شرعی یا غیر شرعی جس نے نبوۃ بدوں آپؐ کے واسطے سے حاصل کی ہو۔ نہیں آسکتا۔ ہاں ایسا نبی آسکتا ہے جس نے مقام نبوت آنحضرتؐ کی اتباع میں اور آپؐ کے فیض سے پایا ہو۔ اور اگر ایسا نہ تسلیم کریں۔ تو نعوذ باللہ آنحضرتؐ کو ابتر ماننا پڑتا ہے۔ بتائیے۔ کیا آپ یہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کی غلامی سے انسان کو نبوۃ جیسا عظیم الشان درجہ مل سکتا ہے۔ یا مخالفین کے اعتراض کو اپنے اس عقیدہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ تقویت پہنچائیں گے؟

از ہاق الباطل اور پیام پارٹی کا ارتداد

یہ دو رسالے ایڈیٹر فاروق نے امیر پیغام اور انکے ہمنواؤں کے متعلق قابل دید نہایت کارآمد لوٹ مفید لکھے تھے۔ جنکے اب چند نسخے باقی ہیں ڈمائی آنہ کی ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر فاروق سے طلب کر لیں۔ اور پڑھنے کے بعد مصنف کے حق میں دعا خیر کریں۔ (مینجر فاروق)

غیر احمدی مشن

شیخ سنوری کے عشرہ کاملہ پر ایک نظر

نمبر (۴)

گذشتہ نمبر میں سنوری کے پیشکردہ کذابوں میں سے ابو منصور کا ذکر ہو چکا ہے جس کو سنوری صاحب نے "مدعی نبوت والہام ومہدویت" بتا کر ثبوت میں صرف اتنا ہی لکھا کہ "۲۷ برس تک نبوت کا دعویٰ اور سلطنت کر کے ۳۶۸ھ میں مارا گیا" اور سنوری صاحب اپنے دل میں خوش ہو گئے۔ کہ دیکھو ہم نے ایک طرف تو آیت ولو تقول الخ کی تکذیب کر دی اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحبؑ کا اس آیت سے استدلال کرنا کہ ۲۳ برس کی مہلت کسی جھوٹے مدعی الہام ووحی کو نہیں ملی۔ باطل ہو گیا کس طرح باطل ہو گیا؟ اسطرح کہ ابو منصور "۲۷ برس تک نبوت کا دعویٰ اور سلطنت کر کے مارا گیا" بیچارے ناواقف سنوری نے مونگیری کی حماقت کو بغیر سمجھے بوجھے اپنے نامۂ اعمال میں نقل کر کے اپنی جہالت اور افترار وبہتان سے ضلالت کا کھلا ثبوت دیدیا۔ اگر سنوری زندہ ہے۔ تو وہ کسی کتاب سے یہ ثابت تو کر دے۔ کہ ابو منصور "۲۷ سال تک دعویٰ نبوت کر کے لوگوں کو اپنی نبوت منواتا یا سناتا رہا۔ اور خدا کا الہام بلفظہ پیش کرتا رہا۔ کہ یہ مجھ پر نازل ہوا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالبہ یہ نہیں۔ کہ محمد علی مونگیری یا محمد یعقوب سنوری جیں کو لکھدیں کہ اس نے دعوے نبوت والہام کیا تھا۔ اور پھر ۲۳ سال سے زیادہ عرصہ تک کامیابی کے ساتھ زندہ رہا۔ وہ کافی ہے۔ جب تک کہ اس کا دعویٰ اس کی زبان یا تحریر سے یا مسلمہ ثبوت سے نہ دکھایا جائے۔ اور ساتھ ہی اوس کا وہ کلام جس کو اس نے بطور وحی نبوت خدا کی طرف منسوب کر کے سنایا ہو نہ بتایا جائے۔ سو یہ امر نہ سنوری کی طاقت میں ہے۔ نہ اس کے اون پیشواؤں کی قدرت میں جن کی قے چاٹ کر میاں یعقوب نے اُگلی ہے۔ آگے دوسرے کذابان سنوری کا حال ملاحظہ فرمائیے۔

سنوری کا دوسرا کذاب

ابو منصور کے بعد منشی سنوری نے محمد بن تومرت کو پیش کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ

"محمد بن تومرت ساکن جبل سوس نے دعویٰ کیا۔ کہ میں سادات حسینی ہوں۔ اور مہدی موعود ہوں اس کے حالات میں مذکور ہے۔ کہ اس نے امام غزالی وغیرہ اکابر علماء سے تحصیل علوم کے بعد رمل ونجوم میں بھی مہارت بہم پہنچائی۔ اور درس تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کا علم وفضل اور زہد وتقویٰ دیکھ کر اور اس کی جادو بھری تقریریں سُنکر لاکھوں آدمی اس کے شاگرد و مُرید بن گئے۔ اور ایک لشکر مرنے والا تیار ہو گیا۔ بادشاہ وقت کو بھی اس نے شکست دی جس کی پہلے سے پیشگوئی کر دی تھی۔ بعض لوگ اس جھوٹے مہدی کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جن کی فہرست اس نے عبداللہ ونشریسی (اپنے ہمراز) کو دیدی تھی۔ پھر عبداللہ مذکور سے کہلوا دیا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی شناخت کا بھی نور عطا کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ایسی متبرک جماعت میں دوزخیوں کا رہنا ٹھیک نہیں۔ لہذا ان دوزخیوں کو قتل کرا دینا چاہیئے۔ میرے اس بیان کی تصدیق کے لئے تین فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ جو فلاں چاہ میں موجود ہیں اور خفیہ طریق سے تین مخلص مرید (کیا مخلص کا لفظ برمحل لکھا گیا ہے۔ فاروق) ایک سنسان مقام پر ایک چاہ میں اتار دیئے حسب الحکم مہدی کاذب ساری جماعت اس چاہ پر پہنچی۔ جہاں مکار مہدی نے اول دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں کنوئیں میں آواز دی۔ کہ

"عبداللہ ونشریسی کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے دوزخیوں کی شناخت کا علم دے کر حکم دیا ہے۔ کہ دوزخی قتل کر دیئے جاویں۔ کہیا یہ سچ ہے؟ چاہ میں سے آواز آئی سچ ہے۔ سچ ہی سچ ہے"

اس تصدیق کے بعد بدیں خیال کہ یہ فرشتے باہر نکل کر افشاء راز نہ کریں۔ (کیونکہ مخلص مرید جو تھا فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ونشر لیسی وغیرہ سے متوجہ ہوکر کہا۔ کہ یہ چاہ اب نزول ملائکہ سے متبرک ہوگیا ہے۔ اس میں نجاست وغیرہ اور اس سے قہر الٰہی نازل ہونیکا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس کو بند کر دینا مناسب ہے۔ چنانچہ سب کی رائے سے اس چاہ کو بند کر دیا گیا۔ اور ونشر لیسی کے بتلانے کے موافق سب مخالف چن چن کر قتل کر دیئے گئے۔ اس طرح مہدی کاذب اپنے مخالفین کا قلع قمع کر کے فتنہ و فساد و ملک گیری میں مشغول ہوا۔ اور ۲۴ سال تک مسند مہدویت رہکر عبد المومن کو جانشین کر کے مکہ میں اور وہ عبداللہ ونشر لیسی کہ مر گیا جس نے اتنا بڑا عظیم الشان کام اپنے دوست مہدی کاذب کے لئے کیا تھا۔ کیا اس کو جانشینی کے قابل بھی نہ سمجھا شاید عبداللہ نے ہی اپنی ناکامی دیکھ کر یہ سارا راز سنوری تک پہنچا دیا۔ فاروق) (عشرہ کاملہ ص۱۵)

یہ ہے ناظرین سنوری کذاب کا دوسرا کاذب "مدعی نبوت و الہام و مہدویت" جن کے دعووں اور دلائل پر بقول سنوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مشن کی بنیاد رکھی تھی۔

اس کے علاوہ ایک اور بھی تومرت کا بیٹا ہے۔ جس کا ذکر ایک دوسرے مکذب نے اپنے رسالہ "قطع الوتین" میں کیا ہے۔ ان دونوں میں سے معلوم نہیں۔ کہ سنوری والا کاذب آیت لو تقول کی تکذیب میں پیش ہو سکتا ہے۔ یا قطع الوتین والا؟ اور یہ دونو ایک ہیں یا دو جدا جدا کاذب ہیں۔ اسکا پتہ سنوری دیگا۔ قطع الوتین والا لکھتا ہے۔ کہ

"عبداللہ بن تومرت مہدی موعود بنا ہوا تھا۔ اور ہزارہا لوگ اسنے مرید بنائے تھے۔ اور اس امامت کے ذریعہ اس نے حکومت بھی حاصل کر لی تھی۔ اور کئی موقعہ جنگ پر پیشگوئیاں بھی کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک موقعہ پر پیشگوئی کے طور پر کہا۔ کہ خدا کیطرف سے ہم کو اس جماعت قلیلہ پر نصرت اور مدد پہنچے گی۔ اور ہم اس امداد اور فتح سے خوشحال ہو جاویں گے۔ چنانچہ یہ بات سچی ہوگئی۔ اور لوگوں کو اس کے مہدی ہونے کا یقین کامل ہوگیا۔ اور ہزارہا لوگوں نے اس کے ساتھ بیعت کی۔ یہ شخص عالم فاضل تھا۔ اور بڑے عروج میں اپنی موت کے ساتھ مر گیا تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اسکی حکومت کا زمانہ بیس سال کا تھا۔" ص۸

ناظرین یاد رکھئے سنوری کا مہدی محمد بن تومرت تھا۔ اور اقترب کے "قطع الوتین" والا عبداللہ بن تومرت ہے۔ اور حالات دونوں کے ملتے جلتے ہیں۔ اور دونوں کا ذکر تاریخ کامل سے ہی لیکر نقل کیا گیا ہے۔ جس سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تومرت کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام محمد تھا۔ اور دوسرے کا نام عبداللہ اور دونوں نے ہی مہدی موعود ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ گویا ایک بھائی نے دوسرے کی تکذیب کی تھی۔ ایک کہتا تھا۔ کہ میں موعود مہدی ہوں۔ اور دوسرا کہتا تھا میں مہدی موعود ہوں۔ سنوری فیصلہ کر کے بتائے کہ ان دونوں میں سے اس کو کونسا مرغوب اور پیارا معلوم ہوتا ہے؟ اور آگے تیسرے کا حال ملاحظہ فرمائیے۔

تومرت کا تیسرا بیٹا

رسالہ اقترب الساعۃ میں نواب صدیق حسن بھوپالی کا بیٹا نور الحسن لکھتا ہے۔ کہ

"محمد بن تومرت ایک بڑا جھوٹا ظالم متغلب باطل تھا۔ ظلم سے مالک بن گیا۔ ہزاروں جانیں قتل کیں۔ حریم مسلمین (مسلمانوں کا خون) مباح کر دیا۔ اولاد اسلام کو قید کر لیا۔ سب کا مال چھین لیا۔ ملت کے حق میں حجاج بن یوسف سے بھی بہت بدتر تھا۔ ایک جماعت کو اپنے یاروں میں سے زمین کے اندر قبور کھود کر زندہ در گور کر کے لوگوں سے کہتا کہ لو کہ میں وہی مہدی ہوں جس کی بشارت رسول خدا صلعم نے دی ہے۔ پھر ان قبور کو ان پر ڈھا دیتا کہ کہیں بعد اس کہنے کے تکذیب نہ کرنے لگیں۔ اپنا نام مہدی معصوم رکھا تھا۔"

(اقترب الساعۃ ص۱۱۳ طبع اول)

شیخ سنوری بتائے کہ تیرا محمد بن تومرت جو بڑا زاہد و متقی و عالم فاضل تھا۔ مہدی موعود بنا تھا یا قطع الوتین والا عبداللہ بن تومرت مہدی موعود بنا تھا یا اقترب الساعۃ والا محمد بن تومرت مہدی موعود تھا۔ جو بڑا جھوٹا ظالم قاتل ڈاکو حجاج بن یوسف سے بھی بدتر تھا۔ او نادان کس برتے پر تو نے خدا کے برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقابلہ میں ایسے شخص کو پیش کیا ہے۔ جس کے نام اور حالات بھی صحیح طور پر معلوم نہیں۔ ہا سوچ اور سمجھ کہ تو نے کیسی بے ہودگی کی ہے۔ صرف ابوالحمق شیطانی کے بھروسے پر اپنی حماقت کا اظہار کر کے بجز ندامت اور حسرت کے تم کو کیا ہاتھ آیا۔ اگر ذرا بھی تم میں شرم و حیاء اور ایمان و تقویٰ کا اثر ہوتا۔ تو آیت لو تقول کی تکذیب اور مسیح موعودؑ کی دشمنی سے برانگیختہ ہو کر ایسی جرأت کبھی نہ کرتے جس سے نبوت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی ہاتھ صاف کرنے لگے۔ ورنہ بتاؤ تو سہی کہ ان میں سے کس نے دعویٰ نبوت و الہام و وحی کا کر کے ۲۳ سال تک اپنے دعویٰ پر قائم رہکر لو تقول کی تکذیب کر دی؟ آئندہ نمبر میں تیرے باقیماندگان کا حال بتاؤں گا۔ فانتظر ولا تعجل)

۱۷ ارجون کا جلسہ اور جماعت احمدیہ

یکم جون کو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس میں احمدیہ جماعتوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں تمام احمدیہ جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس جلسہ کو جو ۱۷ ارجون کو ہونیوالا ہے کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ ابھی تک کئی جماعتیں ایسی ہیں۔ جو سستی سے کام لے رہی ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پہلی دفعہ کے جلسہ ہیں۔ جن پر ہمیں ان جلسوں کی بنیاد رکھنی ہے جو انشاء اللہ ہر سال کئے جائینگے۔ اور اس لئے کئے جائیں گے۔ کہ موجودہ مسلمانوں اور ان کی آنے والی نسلوں کے دلوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی محبت ایسی پختگی کے ساتھ پیدا کر دی جائے کہ پھر دشمن کا کوئی حملہ کارگر نہ ہو اور مسلمان اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

پس اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے بہت محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اگر پہلے سال یہ جلسہ کامیاب نہ ہوا۔ تو لوگوں کی ہمتیں دب جائیں گی۔ اور ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ اور اگر اس سال کامیابی ہوگئی تو ہمتیں بڑھ جائیں گی۔ اور ہر سال پہلے کی نسبت زیادہ کامیابی کے ساتھ جلسے ہوا کریں گے۔

تصدیق کلام ربانی

ایک بدزبان آریہ کی مسلمانی کے بانی کی کہانی نام رسالہ کے جواب میں یہ نادر تصنیف ہے۔ جسمیں حضرت نبی اکرم صلعم کی خوبیوں اور فضائل پر غیر مسلم علماء اور مورخین کی شہادتیں جمع کر دی ہیں۔ اور آریہ کے اعتراضوں کا مکمل جواب دیدیا ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنہ (منیجر اخبار فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

آریہ صاحبان سے چھ مطالبات

مطالبہ نمبر (۱) سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۶۶ ساتویں سملاس دفعہ ۶۹ کے دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں "صرف دوسرے کو سمجھانے کے لئے البتہ تلفظ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چونکہ پرمیشور بے شکل اور محیط کل ہے۔ پس اپنی تمام ویدودیا کا اُپدیش جیوؤں کے اندر موجود ہونے سے جیو آتما پر روشن کر دیتا ہے۔ ازاں بعد وہ آدمی اپنے منہ کے تلفظ سے دوسرے کو سناتا ہے اس لئے ایشور پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا" سوامی جی کے اس حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایشور چونکہ جیوؤں کے اندر موجود ہے۔ اس لئے وہ ویدیا جیوؤں پر بغیر الفاظ کے روشن کر دیتا ہے۔ آگے ان خیالات کو وہ اشخاص جن پر وہ اپنی ودیا روشن کرتا ہے۔ اپنے الفاظ سے ان معانی کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ص ۲۶۷ کی دفعہ ۷۰ میں "سوامی" دیانند صاحب پر کوئی شخص سوال کرتا ہے کہ کیا وجہ ہے۔ کہ کسی ملک کی زبان میں ویدوں کا اظہار نہ کیا۔ اور سنسکرت میں کیا۔ جس کا جواب جناب پنڈت دیانند صاحب یہ دیتے ہیں۔ کہ "اگر کسی ملک کی زبان میں اظہار کرتا تو ایشور طرفدار ٹھہرتا۔ کیونکہ جس ملک کی زبان میں اظہار کرتا۔ ویدوں کے پڑھنے پڑھانے میں وہاں کے لوگوں کو سہولت اور دوسرے ملک والوں کو مشکل ہوتی" اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ سنسکرت زبان میں ویدوں کا اظہار ہوا۔ اگرچہ وہ کسی ملک کی زبان نہ تھی۔

پہلے حوالہ سے یہ عیاں ہوتا ہے۔ کہ وید کو ایشور ہمارے الفاظ میں نہیں اتارتا بلکہ دل میں خیال ڈال دیتا ہے۔ جیسے وہ اشخاص جن پر ان خیالات کا القاء ہوتا ہے۔ اپنے الفاظ میں ان خیالات کو ظاہر کرتے ہیں۔

اور دوسرے حوالہ میں یہ بتایا ہے۔ کہ وید سنسکرت زبان میں نازل ہوئے۔ کیا آریہ صاحبان بتائیں گے۔ کہ پنڈت صاحب کے کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہوا؟

مطالبہ نمبر (۲) ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۶۹ دفعہ ۵، میں کوئی شخص "سوامی" دیانند صاحب سے سوال کرتا ہے۔ کہ وید سنسکرت زبان میں نازل ہوئے۔ اور وہ اگنی وغیرہ رشی لوگ اس سنسکرت زبان کو نہیں جانتے تھے۔ پھر انہوں نے ویدوں کے معنے کیسے سمجھے" جس کا جواب پنڈت صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ "پرمیشور نے جتلایا۔ اور پرماتما نے یوگی مہرشی لوگ جب جب میں جس منتر کے معنے جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کر کے پرمیشور کی ہستی میں سمادھی (مراقبہ) کے اندر قائم ہوئے تب تب پرماتما نے مطلوبہ منتروں کے معنے جتلائے"

پنڈت صاحب کے اس جواب سے پھر وہی پہلا اعتراض قائم ہو جاتا ہے۔ جو صفحہ ۲۶۷ پر کسی شخص نے کیا ہے کہ کیا وجہ ہے۔ کہ کسی ملک کی زبان میں ویدوں کا اظہار نہ کیا۔ اور سنسکرت میں کیا۔ جس کا جواب پنڈت صاحب نے یہ دیا۔ کہ اگر کسی ملک کی زبان میں اظہار کرتا تو ایشور طرفدار ٹھہرتا۔ کیونکہ یہاں بھی اس نے صرف چار رشیوں کو ان کے معنے ان کی زبان میں سمجھا دیئے۔ اور دوسرے ملک والوں کو ان کی زبان سیکھنے میں پھر بھی دشواری رہی۔ جو بصورت وید کو کسی ملک کی زبان میں نازل کرنے سے ہو سکتی تھی۔

مطالبہ نمبر (۳) یہ امر مشہود ہے۔ کہ معانی ذہن میں جب تک انسان سمجھ نہ سکے متصور ہی نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ایسے الفاظ انسان کے ذہن میں آئیں۔ جو معانی نہ رکھتے ہوں کیونکہ کسی افغان کے ذہن میں جس نے کبھی انگریزی یا ہندی کا کوئی لفظ نہ سنا ہو۔ کسی ہندی یا انگریزی لفظ کا آنا اس کے نزدیک بے معنے ہوگا۔ تو اس کی طرف انسان توجہ ہی نہیں کرتا۔ اگر وید کا نزول ایسی زبان میں ہوا جس کو وہ سمجھ ہی نہ سکتے تھے۔ تو ان کو یہ خیال کیونکر پیدا ہوا کہ یہ خیال جو ہمارے دل میں پیدا کیا گیا ہے۔ الہام الٰہی ہے۔ اور خلائی کلام یا ایشوری گیان ہے۔ جس کیلئے انہوں نے ایشور کے حضور دوبارہ توجہ کی۔

مطالبہ نمبر (۴) ایشور کا صرف سنسکرت زبان میں الہام کرنا اور پھر دوبارہ سمجھانا طرفداری کرنے سے بھی زیادہ مذموم فعل ثابت ہوا۔ کیونکہ طرفداری سے بچنے کے لئے جو حیلہ تراشا گیا وہ بے سود ثابت ہوا۔ اس لئے کہ معانی سمجھانے میں پھر طرفداری پیدا ہو گئی۔

مطالبہ نمبر (۵) ایشور نے ہر قوم اور ہر ملک کی زبان میں لوگوں کو کیوں الہام نہ کیا۔ اور صرف سنسکرت کو چن لیا۔ کیونکہ جیسے اس کی رحمتیں عام ہیں۔ اور ہر ملک والے ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ اس سے کیوں انکو محروم کیا گیا۔ برخلاف اس کے قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس کی قوم کی زبان میں اسے الہام کیا۔ اور نیز فرمایا کہ و لکل قوم ھاد کہ ہر قوم میں رشی مہنی پیدا ہوئے۔ کیا اس صورت میں ہم "سوامی" دیانند صاحب کے الفاظ میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآن کریم خدا کی کتاب ہے۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ "جس کتاب میں ایشور کے صفات فعل اور فطرت کے مطابق بیان ہو وہ ایشور کی بنائی ہوئی ہے" صفحہ ۲۶۷ ستیارتھ پرکاش)

کیا اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا۔ کہ بموجب اصل "سوامی" دیانند صاحب وید ایشوری گیان نہیں کیونکہ اس میں ایشور کی صفات کے مطابق بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسے ایسی زبان سے مخصوص کیا گیا ہے۔ جسے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اور اس کی کلام کو صرف ایک زبان سے وابستہ کیا گیا ہے۔ اور باقی تمام زبانوں کو اس شرف سے محروم کر دیا گیا۔

مطالبہ نمبر (۶) پنڈت دیانند صاحب لکھتے ہیں "دوسرے کو سمجھانے کے لئے البتہ تلفظ کی ضرورت ہوا کرتی ہے"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۶)

یہ تو سوامی صاحب کا بھی مسلمہ عقیدہ ہے کہ خالق اور مخلوق میں فرق ہے۔ خالق اور ہی مخلوق اور ہے یہ دونوں یعنی خالق و مخلوق متحد نہیں بلکہ متغائر ہیں۔ اور دوسرے کو سمجھانے کیلئے تلفظ کی ضرورت کو پنڈت صاحب تسلیم کر چکے ہیں۔ اب اس صورت میں کہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند قابل دید کتابیں

حق الیقین ردّ ہفوات المنافقین کچھ عرصہ گذرا ایک شیعہ نے ہفوات المسلمین نام کی ایک کتاب تصنیف کر کے شائع کی تھی جس میں ائمہ اسلام پر نہایت نازیبا اعتراض کئے تھے۔ اس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے نہایت لطیف اور مدلل ارقام فرما کر عامۃ المسلمین پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

ہستی باری تعالیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ معرکۃ الآراء تقریر جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۱ء پر بیان فرمائی۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

منہاج الطالبین حضرت اولوالعزم فضل عمرؓ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ان پر حقائق پر معارف تقریروں کا مجموعہ ہے جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۵ء پر بیان فرمائیں۔ قیمت ۱۰ر

قتل مرتد اور اسلام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کی وہ زبردست تصنیف جس میں قرآن مجید احادیث صحیحہ سے تمام ان مدعیان اسلام کی تحریروں کی تردید کردی ہے۔ جو مخالفین سلسلہ نے اپنی جہالت سے اسلام میں مرتد کی سزا قتل کے ثبوت میں شائع کی تھیں جس کا جواب نہ فرنگی۔ محلی نہ دیوبندی نہ کرم آبادی نہ کوئی دوسرا دیسکا۔ ہر ایک احمدی کو اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

الواح الہدیٰ اسلامی اخلاق۔ اسلامی تہذیب کا آئینہ ہر ایک مسلمان کہلانیوالے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا دم بھرنے والے کے لئے اس کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

یہ کتاب احمدی احباب کو ہر وقت مطالعہ میں رکھنی چاہیئے۔

آپ بیتی مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل مجاہد بخارا کی خود نوشت تاریخ حبس میں وہ پُر درد و الم ناک حالات تحریر فرمائے ہیں۔ جو روس کے علاقہ میں انہیں پیش آئے۔ جن کو پڑھ کر پتھر سے پتھر دل بھی پگھل جائیگا۔ اور صداقت سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ایمان لے آئیگا۔ قیمت صرف ۴ر

مسیح موعودؑ مولوی عبدالوہاب صاحب خلف حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی اچھوتی تصنیف جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر نئے طرز پر دلائل بیان کئے گئے ہیں قیمت ۴ر

سیرت مسیح موعودؑ حضرت سیدنا فضل عمرؓ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی قلم سے قابل دید دلائق شنید قیمت صرف ۴ر

حیات نور الدین حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی اپنی لکھائی ہوئی سوانحعمری ہے جس کا مطالعہ احمدی احباب کو ضروری ہے۔ قیمت ۱۰ر

خزینۃ العلوم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تین تقریریں جن میں مختلف علوم کا ذکر فرما کر احمدی مبلغین کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ قابل دید قیمت صرف ۶ر

تعلیم خاتون مستورات کے پڑھنے کے لئے نہایت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۴ر

اخلاق خاتون یہ بھی مستورات کے لئے مفید کتاب ہے۔ یہ دونوں کتابیں احمدی مستورات اور احمدی لڑکیوں کو پڑھنی چاہئیں۔ قیمت صرف ۴ر

فرائض مستورات یہ بھی ہر ایک احمدی خاتون کے مطالعہ کے لئے ہے۔ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ قیمت صرف ۱۰ر

اسلامی اصول کی فلاسفی سلسلہ عالیہ کے بانی حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ مشہور لیکچر جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں تمام مذہبوں کے مقابلہ میں کامیاب رہا۔ اور کئی بار چھپ چکا۔ قیمت صرف ۵ر

الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ کا وہ زبردست مباحثہ حیات و وفات مسیح ناصریؑ پر جو دہلی میں مولوی محمد بشیر بھوپالی سے تحریری ہوا تھا۔ قابل دید قیمت صرف ۶ر

القاء ربانی بجواب مولوی محمد علی مونگیری معروف بہ ابوالحامد رحمانی کے فیصلہ آسمانی کی تردید جس میں قدرت حق کا نمونہ نظر آتا ہے۔ قیمت صرف ۸ر

انجام آتھم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور تصنیف۔ قیمت صرف دو روپیہ۔

سیرۃ النبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ مرتبہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ۔ مجلد قیمت دو روپیہ۔

دعوۃ الامیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی وہ نادر کتاب جو حضور نے شہریار افغانستان کو دعوت سلسلہ کے لئے تصنیف فرمائی۔ مجلد قیمت تین روپے (۳ر)

تحفۃ الملوک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی وہ لاجواب تصنیف جو حضور نے شاہ دکن یعنے نظام حیدر آباد کو بھیجی۔ قیمت قسم اوّل ۸ر قسم دوم ۴ر

پتہ: مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان (پنجاب)

مشینری زراعتی یہ و سامان آہنی،

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین آہنی ریہٹ (ہرٹ) نہری اونچے رقبہ اراضی کے لئے جھلاریں۔ زراعتی فارم کے نمونے کے آہنی ہل۔ خراس (بیل چکی) بیلنہ جات۔ چاولوں کی مشین (رائس ملز) سیوباں۔ پھینیاں بنانے کی مشین۔ بادام روغن نکالنے کی مشین وغیرہ وغیرہ منگوانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست طلب فرمائیے۔ علاوہ ازیں ہر قسم کی ڈھلائی لوہے پیتل وغیرہ کا کام پیسٹرن نمونہ آنے پر کرایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔

پتہ: ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز و آئرن بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)